138048 ـ بیوی پر ظلم کرنے اور بچی پر خرچ نہ کرنے والی خاوند کی امانت واپس نہ کرنا

سوال

ایك آدمی نے اپنی بیوی كے پاس آٹھ سو ڈالر امانت ركھے، اور جب بیوی كو طلاق دے دی تو بیوی نے اسے سات سو ڈالر واپس كیے، اب سو ڈالر بیوی كے ذمہ ہیں، بطور علم یہ بتانا مقصود ہے كہ خاوند نے بیوی كو اس كے حقوق كی ادائیگی بھی نہیں كی، اور بلكہ بیوی كا بہت سارا مال بھی اڑا لیا، اور ماں كے پاس پرورش پانے والی بیٹی كا خرچ بھی ادا نہیں كیا، بلكہ اس كا لباس بھی اڑا لیا...
اب یہ بتائیں كہ وہ اس سو ڈالر كی رقم كا كیا كرے، كیا وہ بیٹی پر خرچ كر دے یا كہ اسے خاوند كو واپس كرنا ہونگے كیونكہ طلاق كو اس وقت دو برس ہونے كو ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اگر كسی شخص كو كسی دوسرے شخص كے ذمہ كوئی حق ہو، اور اس سے وہ اپنا حق نہ لے سكے، اور اس كا مال ہاتھ لگ جائے توا كثر علماء كرام كہتے ہیں كہ حقدار شخص ہاتھ آنے والے مال میں سے بقدر حق لے سكتا ہے.

اور اس كے جواز كی اس صورت میں اور بھی تاكید ہو جاتی ہے جب اس حق كا كوئی ظاہر سبب ہو مثلا بیوی اور اولادكا نان و نفقہ.

سنت نبویہ میں اس كی دلیل درج ذیل حدیث میں ملتی ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان كرتی ہیں كہ ہند بن عتبہ رضی اللہ تعالی عنہا نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كے پاس آ كر عرض كرنے لگی:

اے اللہ تعالی كے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان ایك بخیل آدمی ہے، اگر میں اس كی لاعلمی میں كچھ مال نہ لوں تو میرے اور اولاد كے لیے كافی مال نہیں ملتا ؟

رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بہتر اور معروف طریقہ سے اتنا كچھ لے لیا كرو جو تمہیں اور تمہاری اولاد كے لیے كافی ہو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5364) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714).

چنانچہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ہند رضى اللہ تعالى عنہا كے ليے خاوند كے مال سے اپنا اور اولاد كا نان و نفقہ خاوند كے علم كے بغير لينے كى اجازت عطا فرمائى.

علماء كرام كے ہاں يہ مسئلہ ہاتھ لگنے كے نام سے موسوم كيا جاتا ہے.

ابن قيم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" مسئلہ ظفر ميں علماء نے بہت وسيع كلام كى ہے.... كچھ نے تو بالكل منع كيا ہے.... اور كچھ نے درميانہ راہ اختيار كرتے ہوئے كہا ہے:

اگر اس كا كوئى ظاہر سبب ہو مثلا زوجيت يا والدين اور اولاد اور ملك يمين جو انفاق كا موجب ہو تو پھر وہ بغير بتائے بقدر حق لے سكتا ہے.

ليكن اگر ظاہر سبب نہ ہو مثلا قرض اور فروخت كردہ چيز كى قيمت وغيرہ تو بتائے بغير لينا جائز نہيں.

اس مسئلہ ميں عدل و انصاف پر مبنى قول يہى ہے، اور سنت كے صريح دلائل بھى اس پر دلالت كرتے ہيں؛ اور اس كے قائلين بھى سعادت مند ہيں " انتہى

ديكھيں: اعلام الموقعين (4 / 21).

شيخ ابن عثمين رحمہ اللہ سے درج ذيل سوال كيا گيا:

ايك شخص عمارت كا چوكيدار ہے اور عمارت كا مالك اسے تنخواہ نہيں ديتا، چوكيدار نے مالك كے تين سو ريال پائے تو لے ليے كيا اس كے ليے يہ ريال ركھنے جائز ہيں يا نہيں ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" يہ مسئلہ اہل علم كے ہاں " مسئلہ ظفر " ہاتھ لگنے كا مسئلہ كہلاتا ہے، اور راجح قول كے مطابق جائز نہيں؛ يعنى اگر كسى انسان كا دوسرے شخص پر حق ہو اور وہ اسے اس كا حق ادا نہيں كرتا تو كيا حقدار اس شخص كے مال پر اگر قادر ہو اور اسے مل جائے تو وہ اپنے حق كے مطابق مال لے سكتا ہے يا نہيں ؟

ہم كہيں گے كہ اس كے ليے لينا جائز نہيں، ليكن اگر حق كا سبب واضح اور ظاہر ہو مثلا اگر حق نان و نفقہ تھا يعنى اگر خاوند نفقہ نہيں ديتا تو بيوى اس كے مال سے بقدر ضرورت لے سكتى ہے.

اور اسى طرح قريبى رشتہ دار بھى اپنے قريبى رشتہ دار كے مال سے بقدر ضرورت اس وقت لے سكتا ہے جب وہ اپنى

ذمہ داری پوری کرتے ہوئے خرچ ادا نہیں کرتا، اس میں کوئی حرج نہیں.

اور اسی طرح اگر میزبان مہمان کی مہمان نوازی نہیں کرتا تو وہ اس کے لیے بھی لینے میں کوئی حرج نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں فتنہ و خرابی نہ پائی جائے، اور نہ ہی ایسا کرنا عداوت و دشمنی اور بغض و لڑائی کا سبب بنے " انتہی

دیکھیں: فتاوی نور علی الدرب (9 / 322 ـ 323).

اس بنا پر اگر بیوی کا کہنا حق ہو کہ خاوند اسے اس کے حقوق نہیں دیتا، اور نہ ہی اس کی بیٹی پر خرچ کرتا ہے تو پھر بیوی کے لیے یہ مال لے کر اپنی بیٹی پر خرچ کرنے میں کوئی حرج نہیں.

واللہ اعلم